205 ـ كيا اسلام ميں بدعت حسنہ كا وجود ہے ؟

سوال

ميں نے اشعرى اور صوفيوں كے كئى ايك مقالہ جات اور مضامين كا مطالعہ كيا ہے جس ميں انہوں نے بدعت حسنہ پر اس صحابى كے قصہ سے استدلال كيا ہے كہ صحابى نے ركوع سے سر اٹھا كر ربنا و لك الحمد حمدا كثير طيبا مباركا فيہ كے الفاظ كہے اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كو صحيح قرار ديا.
ان كا كہنا ہے كہ حافظ ابن حجر اس رائے كا ساتھ ديتے ہيں اور انہوں نے ابن تيميہ رحمہ اللہ كو گمراہى كى طرف لے جانے والا قرار ديا ہے، كيا اس پر آپ كوئى تعليق لگائينگے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

يہ كيسے ہو سكتا ہے كہ بدعت بھى ہو اور وہ حسنہ بھى حالانكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ہر بدعت گمراہى ہے اور ہر گمراہى آگ ميں ہے "

سنن نسائى حديث نمبر (1560).

اگر كوئى قائل اس كے بعد بھى يہ كہے كہ بدعت حسنہ كا وجود ہے اور بدعت حسنہ پائى جاتى ہے تو وہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا معاند و مخالف ہى ہو گا.

دوم:

ركوع كے بعد بطور حمد يہ كلمات كہنے اور دعا پڑھنا معروف ہے اور اس كا ثبوت نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ملتا ہے، صرف اتنا ہے كہ اس صحابى نے جو كيا وہ يہ كہ حمد و تعريف كے كلمات انہوں نے ادا كيے اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس پر مہر ثبت فرما دى، تو اس سے عبادات و اذكار كى اختراع اور ايجاد پر كيسے استدلال كيا جا سكتا ہے جس كى شريعت ميں كوئى دليل اور اصل ہى نہ ملتى ہو.

سوم:

اس صحابی کا یہ فعل فی نفسہ حجت نہیں، اور یہ معتبر اس وقت ہی شمار ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اقرار صادر ہوا اور آپ نے مہر ثبت فرمائی، اس سے قبل نہیں، اور اس بدعتی شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے عمل پر کس طرح اقرار اور ثبوت حاصل ہو سکتا ہے ؟.

چہارم:

اگر ہم اس استدلال کو صحیح تسلیم بھی کر لیں تو بھی یہ عام نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ بعینہ یہ واقعہ خاص ہو گا، لیکن اس کےمقابلہ میں حدیث " کل بدعة ضلالة " ہر بدعت گمراہی ہے یہ قطعی طور پر عموم پر دلالت کرتی ہے، اور پھر علماء کرام کے ہاں معروف ہے کہ منطوق مفہوم پر مقدم ہوتا ہے.

پنجم:

ہمارے لیے بغیر وحی کے صرف اپنی عقل کے ساتھ ہی کسی کو حسن اور برا جاننا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے، کیا اس میں اختلاف کا احتمال وارد نہیں، اگر کوئی شخص اسے حسن دیکھتا ہے تو دوسرا اسے حسن تسلیم نہیں کرتا بلکہ اسے غلط قرار دیتا ہے، تو پھر کسوٹی اور میزان کیا ہو گا؟ کس کی عقل کے مطابق فیصلہ کرینگے اور کس کی عقل کا فیصلہ تسلیم کرینگے ؟ کیا یہ بعنیہ اضطراب اور بدنظمی نہیں؟

ششم:

(یہ تیسری وجہ کی تاکید ہے) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کی وہ عبادت یا ذکر کو صحیح قرار دیا تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار کی بنا پر شرعا مشروع ہوا اور اس وقت یہ سنت حسنہ ہو گی.

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور وحی منقطع ہو جانے کے بعد کس طرح ہم جان سکتے ہیں کہ کسی شخص کی اختراع اور ایجاد کردہ یہ ذکر اور ورد یا عبادت اچھی اور مستحسن ہے اور شارع نے اسے برقرار رکھا ہے ؟

یہ تو ممکن ہی نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے سامنے عبادات کے مسائل میں صرف یہی راستہ رہ جاتا ہے کہ اسے صرف شریعت میں وارد شدہ پر اقتصار و انحصار کیا جائے نہ کہ کسی اور پر.

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کئی ایك اقوال نقل کیے ہیں اور بعض کا اقرار اور بعض پر اعتراض کیا ہے، تو علماء کرام کی شان یہی ہے وہ ایك دوسرے کی کلام کا مناقشہ کرتے ہیں تا کہ حق اور صواب کو تلاش کیا جائے اور حق تك پہنچا جائے.

ہو سکتا ہے اعتراض کرنے والا حق پر ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے جس پر اعتراض کیا جا رہا ہے وہ حق پر ہو، لیکن

جو عبارت آپ نے سوال میں نقل کی ہے اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ابن حجر کے ادب و ورع اور تقوی و معرفت کو دیکھ کر ہمیں یقین ہے کہ وہ علماء کی عزت و احترام کرنے والے ہیں اور اس طرح کی عبارت باطل ہے، اللہ تعالی سب کو معاف فرمائے اور انہیں ان کے اجتھاد پر اجروثواب عطا فرمائے.

واللہ اعلم .